بیہ کہ اول ہم مولوی عبد العزیز پر ایمان نہین لائے کہ جو وہ کہین ہم حجت جانین دوسرے مولوی صاحب تقلید مشایخ لکھہ دیا ہی اگر
کسی کتاب علم عقاید یا فقہ یا حدیث و تفسیر مین ذکر کرتی تو قابل حجۃ کے تہا اور ہم معتقد سب مجتہدین اور علماے صالحین کے
ہین قول اجتہاد سبکا حجۃ جانتی ہین اور طریقہ ہمارا بعینہ طریقہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین کا ہی اگر یہہ رسم شرک
یعنی یاد کرنا امواتکا بحرف ندا اور خطاب کرنا اموات کسی غیر از وقت زیارت قبور اور خطاب کرنا زندونکا عموماً کیا عامہ کیا
خاصہ کا یعنی انبیا و اولیا سوے اسکے منہی کے اور ندا کرنا ملایک و جن کا خاص ساختہ جہل بحت کی ہی کہ بتقلید ہنود ہم پہونچا لئی
ہی اور شرک ہونا اسکا مخالف کسیکی سلف صالح سی نہین ہی فقط اسکی جواب مین لکہا کہ مولوی عبد العزیز صاحب کی تقلید مولوی
اسمعیل صاحب پر ایمان لانی سے بدتر نہین ہے دونو مین تعارض ہوا تو مناسب تہا کہ ترجیح مرجوح اختیار نکرتی اور وہ جو لکہا
کہ مولوی صاحب نے تقلید مشایخ لکہدیا ہی آیا مولوی صاحب مشرک ہوگئے یہہ مرضی عی سے معلوم نہین ہوتی کہ مولوی صاحب کے امر
مین منقبت جو لکہی ہے اسکی مخالف ہی یا بسبب تقلید مشایخ کے مولوی صاحب کو بہرت نہین پہونچتی اس تقدیر پر اگر دوسرے
نے تقلید مشایخ اور تقلیہ مولوی صاحب کی خطاب کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی وہ کیون مشرک ہوگیا اور وہ جو لکہا ہے
کہ اگر کسی کتاب تفسیر وغیرہ مین ذکر فرماتی البتہ حجت تہا سو دیکہو تفسیر عزیزی کو الم نشرح کے تفسیر مین فرمایا ہی ونعم ما قیل
ع یا صاحب الجمال و یا سید البشر من وجہک المنیر لقد نور القمر لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور
سورۂ فاتحہ کے تفسیر مین ایاک نستعین کے ذیل مین فرماتی ہین لیکن درینجا باید دانست کہ استعانت از غیر الحاصل دعوی عی
بیکہ السلام علیک ایہا النبی الکریم السلام علیک ایہا الرسول الرحیم شرک اور پڑہنی والا مشرک اور یاد کرنا امواتکا بحرف ندا اور
خطاب کرنا اموات کا غیر وقت زیارت قبور اور خطاب کرنا تمام احیا کا عموماً کیا عامہ کیا خاصہ کا یعنی اولیا و انبیا سوے اسکے منہی
کے اور ندا ملایک و جن شرک ہی اور دلایل کا حوالہ تقویۃ الایمان پر اور ادعا اس امر کا کہ یہہ دعوے مخالف کسیکے سلف صالح کے
نہین ہی فقط حضرت قبلہ و کعبہ نے تحریک خدام ایک رسالہ لکہا مشتمل دو فصل پر پہلی فصل مین احادیث نبوی اور آثار صحابہ
اور اقوال علماے امت مرحومہ کے مذکور ہین ہدایۃ عن عبد اللہ ابن مسعود قال کنا اذا صلینا مع النبی صلعم قلنا السلام علی اللہ
قبل عبادہ السلام علی جبرئیل السلام علی میکائیل السلام علی فلان فلما انصرف النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اقبل علینا بوجہہ
قال لا تقولوا السلام علی اللہ فان اللہ ہو السلام فاذا جلس احدکم فی الصلوۃ فلیقل التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام
علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین فانہ اذا قال ذلک اصاب کل عبد صالح فی السماء
والارض یہہ حدیث صحیحین وغیرہما مین مروی اور یہہ تشہد تشہد عبد اللہ ابن مسعود اور معمول اکثر اہل علم و صحابہ و تابعین کے ہی اور اسی سے

کا سر محل مین بہتیرا اور قوی ہی فقط ظاہر الفاظ غلطی مخالفین بہی ہی کہ اس لفظ کو قصہ معراج مین دیکہہ کر تشہد مین دیکہا
کیا جو خیال کیا اور کچہہ سمجہی اور سیاق و سیاق حدیث کو نہ پوچہی ہدایہ عن عبد الرحمن ابن ابی لیلی قال لقینی کعب ابن عجرہ
فقال الا اہدی لک ہدیہ سمعتہا من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقلت بلی فاہدہا لی فقال سالنا رسول اللہ فقلنا یا رسول اللہ
کیف الصلوۃ علیکم اہل البیت فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیکم قال قولوا اللہم صل علی محمد الخ صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور سنن صحاح
ستہ مین عبد الرحمن ابن ابی لیلی سی مروی ہی شیخ عبد الحق نی لکہا کہ کیفیت سلام و تشہد التحیات تعلیم کردی و آنرا تعلیم التحیات
نقشند زیرا کہ تعلیم آنحضرت تعلیم الہی است زیرا کہ وی نطق نمی کند مگر بوحی ملا علی قاری نی شرح مشکوۃ مین فرمایا کہ خدا نے
تعلیم کے بہکو کیفیت سلام کی تشہد مین بواسطہ زبان مبارک کی اسطرح پر کہ کہین ہم السلام علیک ایہا النبی الخ ابن حجر نی کہا
کہ شیخین سے مروی ہی کہ آنحضرت اوپر ہمارے تشریف لائے پس عرض کیا ہمنی یا رسول اللہ جانین ہمنی کیفیت سلام کی اوپر ذات
پاک تمہارے کی پس کسطرح درود بہیجین ہم اوپر آپکی اور بیچ روایت کی کہ سند اوسکی جدا ہی آیا کہ جسوقت کہ آیہ یا ایہا الذین امنوا
صلوا علیہ و سلموا تسلیما نازل ہوئی ایک شخص طرف رسول اللہ کی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ سلام اوپر آپکی کہ جانا ہمنے
پس کسطور درود بہیجین ہم اوپر ذات پاک آپکی الخ اور بیچ روایت دوسرے کے مسلم وغیرہ سے آیا کہ حکم کیا ہمکو اللہ تعالی نی
یہہ کہ درود بہیجین ہم اوپر ذات پاک تمہارے کے پس کیا ہی کیفیت اوسکی پس سکوت فرمایا پہر ارشاد فرمایا کہ کہو اللہم صل علی
محمد الخ اور آخر مین فرمایا اور سلام جیسا کہ جانا تم نی یا تعلیم کئی گئی تم فایدہ ملخص ان روایات کا یہہ کہ اللہ تعالی نی
کیفیت سلام مورد بہ بواسطہ آن حضرت مجہکو خطاب تعلیم فرمائی اوسکو شرک کہنا سوائے بیدینی کی اور کیا ہی تدریب شفا قاضی عیاض
مین علقمہ سی مروی ہی کہ جب مین داخل ہوتا ہون مسجد مین کہتا ہون السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ ہدایہ حصن حصین مین
ہی من کانت لہ ضرورۃ فلیتوضا و لیحسن وضوءہ و لیصل رکعتین ثم یدعو بہذا الدعاء اللہم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیک محمد
نبی الرحمۃ یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضی لی اللہم فشفعہ فی یہہ حدیث ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم نی
عثمان ابن حنیف سی روایت کی مخالفین اس حدیث مین دعوے اختصاص حوائج کا حضور آنحضرت مین کرتی ہین اور یہہ دعا کا لایق
مخالفت جمہور کے اور مقابلہ مین مثل صاحب حصن حصین وغیرہ کے کہ قابل تعظیم ہین اعتبار نہین اور قطعہ کہ تا ہی شجرہ خبیثہ اسکو عقید تکہو نیچ دین سے
وہ جو طبرانی نی معجم کبیر مین عثمان بن حنیف سی روایت کیا کہ عثمان ابن حنیف نی ایک حاجت مند کو خلافت حضرت عثمان ابن عفان مین
تعلیم کیا اور اوسنی عمل کیا اور مطلب اوسکا بر آیا ملا علی نی شرح حصن حصین مین لکہا ہی کہ ایک روایت مین لتقضی بصیغہ حاضر بہی آیا ہی
یعنی تا کہ قضا کری تو ای محمد حاجت میرے پس استناد قضای حاجت کی آنحضرت کی طرف مجازی ہدایہ حصن حصین مین ہی اذا

اور شفا قاضی عیاض سے نقل کیا ہی لما تحقق عمر ابن الخطاب موت النبی صلعم یقول ابی بکر الصدیق رجع الی قولہ وہو یبکی بابی انت وامی
یا رسول اللہ لقد کان جذع تخطب الناس علیہ فلما کثر واتخذت منبراً لتسمعہم فحن الجذع لفراقک حتی جعلت یدک علیہ فسکن فاستمک
اولی بالحنین علیک حین فارقتہم بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضیلتک عند ربک ان بعثک آخر الانبیاء وذکرک فی
فقال واذ اخذنا من النبیین میثاقہم الآیہ بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضیلتک عندہ ان اہل النار یودون ان یکونوا
الطاعون وہم بین الطیاہا یعذبون یقولون یالیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسول الخ ہدایۃ ابن عبد البر فی کتاب استیعاب بین روایۃ
کیا ہی کہ نابغہ جعدی صحابی رض بصرہ مین ہنگام حکومت ابی موسی اشعری کے جب اونکی تازیانہ لگی چند شعر کہی ایک اونمین سے یہ ہے
فیا قبر النبی وصاحبیہ الایا عونا لو تسمعونا سوا ہب لدنیہ مین مذکور ہی صفیہ رض عمہ آنحضرت فرماتی ہین ؎ الایا رسول اللہ کنت رجاءنا
وکنت بنا برا ولم تک جافیا وکنت رحیما ہادیا ومعلما لیبک علیک الیوم من کان باکیا علیک من اللہ السلام تحیۃ وادخلت جنات
من العدن راضیا ابوبکر فرماتی ہین ودعا الوحی اذ ولیت عنا فواعنا من اللہ الکلام حسان کہتی ہین ؎ کنت السواد لناظری فعمی
علیک الناظر من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر وعلیک کنت اقاری فی مرقاۃ مین امام شافعی سے نقل کیا ہی ؎ یا اہل بیت رسول اللہ
حبکم فرض من اللہ فی القرآن انزلہ کفاکم من عظیم القدر انکم من لم یصل علیکم لاصلوۃ لہ امام ابو عبد اللہ یافعی نی کہا ہی یا واردا للہ
یا عین الوجود یا مغیث الانام ویا ہادی کل حیران علی ابن وفائی کہا ہی الایا صاحب الوجہ الجمیل سالتک لا لقیت وانت رضی اور قشیری
بوصرے کہ مقبول جمہور انام اور کافہ محدثین مین اور علما اور صلحای من بعدہ اونکی تبرک کرتی ہین ندا وخطاب سے بھرے ہوئی ہین ایک شعر
ایک قصیدہ کا یہ ہی ؎ یا اکرم الخلق مالی من اسوۃ بہ سواک عند حلول الحادث العمم شاہ ولی اللہ صاحب قصیدہ اطیب النغم مین
لکہتی ہین ؎ وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ ویا خیر مامول ویا خیر واہب ویا خیر من یرجی لکشف رزیۃ ومن جودہ قد فاق جود السحائب
وانت مجری من نجوم ملمۃ اذا الشہب فی القلب شر المحالب فما انا خشی ازمہ مدلہمۃ ولا انا من ریب الزمان براہب فانی شکم فی
قلاع حصینۃ وحد حدید من سیوف المحارب صاحب مواہب لدنیہ فی مدح مثال نعل مبارک اور بیان خواید اور روایت اوسکی مین اکابر
محدثین سی بعد اسکی کہ کہا کہ جو کوئی مثال کفش مبارک رسول اللہ اپنی پاس کہی امان ہی اوسکو بغی بغاۃ سی اور حرز ہی شیطان
مارد اور عین حاشیہ سے اشعار اکابر امۃ کی مدح مثال مین نقل کئی کہ ایک اونمین سے شعر قصیدہ ابن عساکر کا یہ ہی ؎ یا شبیہ نعل المصطفی
روحی الفدا لمحاکیٰ الاسمی الرفیع العالی ہدایۃ فتاوی خیریہ مین کہ مصنف اوسکا اوستادہی صاحب درالمختار کا اور درمختار
مین جابجا اوسی سند پکڑی ہی اور یہ کتب معتبرہ حنفیہ سی ہے لکہا اما قولہم یا شیخ عبد القادر فہو انداء واذا اضیف الیہ شیئاً لند فہو
طلب شی اگر اما للہ فما الموجب لحرمتہ الخ ہدایۃ مولوی رفیع الدین نی رسالہ اسرار المحبۃ مین لکہا ہی المحبۃ مع الاحیاء الحاضرین

ثابت نہوا اور اگر لیجئے کہ یہان تو عام ہی احیا اور اموات کو اور پھر کہو کہ استدراک مین خاص ہی سا تھ احیا کی سو بہتر نہ ادیوہ
پن ہی علی الخصوص کہ صاحب استدراک اصلا تخصیص نہین کرتا نہ دوسرے قسم کا بیان کرتا ہی اب تفصیل اغلاط سنو قولہ اب سمجھا چاہیئے
کہ استعانت از غیر جسکو شما حب اس مقام پر جائز لکھتی ہین معنے اوسکی یہ ہین کہ استعانت دوا کی طبیب سے اور عزیز کی اسی اور پاریکی
بادشاہ سی یا نیطور کہ اگر اعتماد کلی اوسپر رکہی تو الخ ای مہربان لفظ غیر استعانت از غیر مین عام ہی اوس سے خاص خسیس اور
امیر اور بادشاہ مراد لینا اور معنی کرتعبیر کرنا عقل سی بہت دور ہے سمجھو کہ پہر اسکی کیونکر معنی ہوئے ظاہر اد ہو کا کہا یا اس سے کہ شیخ
سفیان توری علیہ الرحمہ کی کلام مین ان تین چیزو نکا نہ کور ہی سو میا نصاحب شیخ علیہ الرحمہ نی اپنی وارد خیالی کا جو اوس خاص
مین پیش آیا تہا بیان فرمایا نہ حصر و تخصیص حرمت استعانت کا ان تین چیزین تاکہ استدراک ہی خاص ہو اس کو کرکہ قرینہ سمجہنا
تخصیص کا استدراک مین پڑے بی قرینہ بات ہی اور بالفرض اگر تم یہی سمجہی اور معترض نے جو علم سمجہا تو تمہارے نزدیک ناملایم ہو اسود
ہی قباحت تم پر بہی لازم ہوئی جب آگی تمنی لکہا اور بسیط حصی استعانت دعا مین صلحا احیا ہی الخ کہ کلام شیخ علیہ الرحمہ مین اسکا نہی ذکر
نہ تہا اگر تفسیر عزیزی کو بہی دیکہتے اور سمجہتے تو ایسا نہ لکہتے کہ اسمین جا بجا تصریح ہے کہ غیر احیا متہ فا قبرہ لکہا ہی ازادلیائے مدفونین
و دیگر مومنین انتفاع و استعانہ جایز ہے و انہارا افادہ و اعانت نیز متصور اور تفسیر سورہ شقت مین لکہا ہی بعض از خواص
اولیا اللہ را کہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند در حیات تصرف در دنیا دادہ و استغاث آنہا بجہت کمال وسعت
مدار کہ آنہا مانع توجہ باین سمت نمی گردد و اولیات تحصیل کمالات باطن از انہا می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہا
می طلبند و حی یا بند و زبان حال آنہا در الفوت ہم مترجم باین مقالات است من آیم بجان گر تو آی بتن اور وہ جو لکہا ہے اگی اور توسل
حضرت عمر فاروق کا دعا استسقا مین حضرت عباس سے بعد آنحضرت کی الخ سو یہ محض نا واقفی سی لکہا ہی صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک
استعانہ اور چیز ہی اور توسل اور چیز وہ ہر گز توسل اموات سے منکر نہین استعانت کا منکر ہی تم بہت اچہی حامی ملی عرد و سنی اہلیان خود
دشمنی است وہ تقویۃ الایمان مین لکہا ہی کہ جو لوگ یون ایک ختم مشہور ہے کہ اسمین یون پڑہتے ہین یا شیخ عبد القادر شیئا للہ یعنی
ای شیخ عبد القادر کچہہ دو تم و الحصطی ابتد کی یہ لفظ نہ کہا چاہیئے ہان اگر یون کہی کہ یا اللہ کچہہ دی شیخ عبد القادر کے واسطی تو بجا ہی
فقط تمنی کہ تقویۃ الایمان کو نہ دیکہا بلکہ جسقدر عبارات تقویۃ الایمان کے اس رسالہ مین حضرت اوستادی ظلہم العالی نقل کے ہی اوسکو
بہی نہ دیکہا اور سمجہنے کا تو کیا مذکور اور زبان درازی شروع کی نہایت بیجا کیا اور وہ جو لکہا کہ حضرت عمر فاروق باوجود موجود
ہونیکے مدینہ منورہ مین الخ احیا سی توسل کرنا دلیل حرمت توسل کے اموات سے نہین ہے اور نہ کوئی آجتک اسمعیلیہ سی بہی منکر
توسل اموات کا ہوا پس یہ قصہ لکہنا محض بے محل ہان اگر کوئی مدعی ہو کہ توسل احیا سے جایز نہین تو البتہ یہ دلیت لائیگا محل

اور تمام عبارت جو تمنی نقل کی اسمین لہین مذکور تخصیص احیا کا نہین ہی پس اسکا ذکر کرنا اور نکرنا یکسان لفظ غیر عام کا
عام ہی اور کوئی قرینہ تخصیص کا نہین نہ کوئی قید قولہ بموجب کتب لغت مثل قاموس اور صراح اور منتخب کی ثابت اور دعوے
مطابقت کی کلام مفسرین سے ذکر عبارت تفسیر نیشاپوری اور شرح القرآن اور حسینی اور عزیزی اور ترجمہ مولوی عبدالقادر کا نام لینے
و دانی ہی اسمیں بہائی تمنی عجب کام کیا کہ جانب معترض مدظلہ العالی نی اول روایت صحیح بخاری سے نقل کے اور پھر مع حالاصول
سی لفظ اخرجہ البخاری و مسلم نقل کیا بعد اسکی روایت ترمذی کی نقل کے سو تمنی بخاری کی روایت اور مسلم کی تذکرہ کو چھوڑ
کر فقط ترمذی کی روایت پر نقل مین کفایت کی ظاہر اسبب یہ ہی کہ کہین سنا ہوگا کہ بخاری و مسلم صحیحین ہین انکی روایت کے
تو ہین ہے حال ہا واقعی کھل جائیگا اور ترمذی کو سمجھی کہ کوئی کتاب مثل غرائب کے ہوگی چھاپین کھلین اور یہ معلوم نہ تہا کہ وہ بھی صحاح
ستہ مین سے ہی اور ایسی ہی مصلحتونکی واسطی ابتدا مین لکہا کہ اجزای متفرقہ مجھی وقت پائی تہی اور دو ورق پہلی اس مقام اس ہی
رسالہ مین لکہا ہی درسلہذا ہر جاکہ در آیات و احادیث لفظ دعا یافتہ ترجمہ آن در بندے لفظ پکارنا ساختہ سرگرم ہذیان بیہودہ
گردیدہ حالانکہ بطریق صحیحہ تفسیر دعا بعبادہ از آنحضرت منقول است جلال الدین سیوطی در تفسیر در در عن النبی صلعم مرفوعا
در تفسیر سورہ غافر می نویسد اخرج احمد و اصحاب السنن و الحاکم و ابن جاتہ عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلعم ان الدعا
ہو العبادۃ ثم قرء ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی رقال علیہ السلام الدعا ہو العبادۃ و سیاتی متصلا
جای غور ہی کہ ایک لفظ کے تفسیر رسول اللہ سی اور صحابہ کرام سی مرفوعا بطرق متعددہ ثابت اور کتب صحاح مین موجود اوسکے
مقابلی مین ذکر کرنا قاموس و صراح و منتخب کا یا تفسیر حسینی اور عزیزی اور ترجمہ مولوی عبدالقادر وغیرہ کا اور انکا نام کیسا تفسیر
معتبر و اور ایسی ترجیح دینا اسپر کمال جہالت اور ناواقفی ہی تم سی کیا کہین کہ رہی دے ایک کو روپیہ کے کہ نہ وہان کی بات پر ہنسی والا
کتاب کا نہ تمنی کہین صحبت پائی نہ قوۃ نہ فہم نہ مادہ رکہتی ہو جو چاہو سو کہو اصول فن تفسیر مین بہت کتابین تصنیف ہین
اور شرایط و آداب مفسر اور طبقات مفسرین اور حقیقۃ تفسیر اور بہت سی مباحث متعلق اسکی محتاج الیہ ہین کہ ذکر اوسکا موجب تطویل
اور تمکو قوۃ اوسکی فہم کی بہی نہین ہی بقدر تمہارے حال کے دو ایک فقرہ لکہی جاتی ہین شاہ ولی اللہ فوز الکبیر فی اصول التفسیر مین
لکہتی ہین اما لغت قرآن را از استعمالات عرب اول اخذ باید کرد و اعتماد کلی بر آثار صحابہ و تابعین باید نمود و دوسری جگہ لکہتے
ہین کلام آنست کہ دانندۂ لغت از ان کلام بجز یک معنی ادراک نکند و باعتبار دانستن عرب اول است نہ موشگافان زمان ما کہ موشگافی
بیجا دائی است عقال کہ محکم را متشابہ می سازد و معلوم را مجہول فقط اسیقدر دستی تمہارے جواب کی کافی ہی اور یہ جو دین صراح
و منتخب کے ساتہ نام قاموس کا بہی لکہہ گئی ہو اسکا سبب یہ ہی کہ اتنا تم جانتی تہی کہ قاموس بہی کوئی کتاب لغت مین ہی ہمکو

مرفوع صحیح صحابہ رسول اللہ سے بطرق صحیحہ ثابت ہوئی اسکی مقابلہ میں تذکرہ کرنا بیدو بگا اور لانا کیت وقعت کا نہایت بیہودہ
خود شاہ ولی اللہ سے جو نسبی اور پیر نقشبندیہ اونکی بھی اعتبار یکی واسطی کافی ہی اب سنو کہ خود شاہ ولی اللہ بھی فوز الکبیر مطالعہ میں
حضرت فی علم التفسیر میں سورہ بنی اسرائیل میں لکھتے ہیں اولئک الذین یدعون کان ناس من الانس یعبدون ناساً من الجن فاسلم
الجن فتمسک ہولاء بدینہم سورہ مومن ادعونی وعدونی قال قال رسول اللہ صلعم الدعاء ہو العبادۃ انتہی قولہ اصنام اہل عرب
کے لات عزی اور ود اور سواع و یغوث اور یعوق اور نسر ہیں اور حقیقت میں یہ سب مغیبہ لاحق اور صالحان قوم ہیں انتہی افسوس
کہ تم کو لفظ اصنام کے معنی بھی نہیں معلوم اور نہ فرق اصنام و اعیان میں نہ قصد سمجھے کہ لات اور عزی وغیرہ جو مقبولان حق اور صالحان
قوم ہیں وہ ہرگز صنم نہیں بلکہ افراد انسانی سے ہیں اور اصنام نام ہیں اونکی صورتہائے سنگین وغیرہ کا کہ مشرکین ان پتھروں کو معبود بنانا چاہتے
انتہی بعد وضع اصنام کے قبل بعثت خاتم المرسلین سے تین سو برس سے آگے نہ تھی شاہ ولی اللہ فوز الکبیر میں لکھتے ہیں اولا حضرت اسماعیل پر شریعت
جدیدہ نازل ہوئی تھی بعد رگوار خود بود ند تا آنکہ عمرو بن لحی بغتہ علیہ پیدا شد و برائے ایشان اصنام وضع کردہ و عبادت آنہا مشروع ساخت و مردم را
فریب داد ہیچ یک را قدرت مخالفت نمی کرد ند بلکہ اشراف ایشان را امور خاصہ بعض بندگان بود و گمان می بردند کہ مانند آنکہ بادشاہ
عظیم القدر بندگان خاص خود را باطراف ممالک می فرستد و ایشان را امور جزئیہ تا قبیکہ حکم صریح بادشاہ نشنود ہستا مختار و متصرف می دارد و چون
بتدبیر امور جزئیہ بندگان نمی پردازد و حوالہ سازد بندگان بقہار نمی کند و شفاعت قہار میہ در باب جاودان و متوسلان ایشان قبول می
نماید ہمچنین ملک علی الاطلاق جل مجدہ بعضی بندگان خود را خلعت الوہیت دادہ است و رضا و سخط ایشان در رضا و سخط بندگان اثر می کند
پس واجب می دانستند تقرب بآن بندگان خاص تا شاید کہ قبول ملک مطلق حاصل شود و شفاعت ایشان در مجاری امور درجہ پذیرائی یابد
و بملاحظہ این امور سجدہ بسوی ایشان و ذبح برائے ایشان و حلف بنام ایشان و استعانت در امور ضروریہ بقدر تمکن فیکون ایشان تحویز
می نمودند و صور تہا از سنگ و صفر و امثال آن تراشیدہ و قبلہ توجہ بآن ارواح ساختند و جہالا رفتہ رفتہ آن سنگہا را انہا خود
معبود انگاشتند و خلط عظیم راہ یافت اور ہی کتاب میں بیان مخاصمہ مشرکین قرآن عظیم میں اور جوابات انکے میں لکھا ہے
مطابعا بیان شناعت عبادت اصنام و سقوط اعتبار از مرتب کمالات انسانیہ فکیف مرتبۃ الالوہیۃ و این جواب مسوق است برائے
قومی کہ اصنام را معبود لذاتہ انگارند انتہی قولہ جیسا کہ نیشاپوری نے ایک دو فقرہ کسی کتاب سے نقل کر دیا اور سکو بھی سمجھنا
کچھ فائدہ نہیں دیتا دعوی تمہارا کسی عبارت سے ظاہر نہیں ہے بلکہ لفظ صلوۃ دعا اور بعد از مرگ ایشان بصورت ایشان از حوب

وہ کہا میکر صاحب کتاب در قید حیات بود شخصی بایشان رسید کہ جناب آیاتی کہ در حق کفار و مشرکین وارد اند بر مسلمان ہست یا نہ
سازند و قول ابن عباس کہ بالا نہ گزشت و ظاہر نمود و گفت کہ جناب در موعظ از تقی ولی و نصیر کہ بر آن مشرکین ہست حکم مشرکین گردد
مسلمین صرف بسبب دشمنی کسی ولی و نصیری فرمایند این چہ امر است حضرات صحابہ باہتمام ہوا و ہوس دل بسیار میشنیدہ خاطر جمع
و جواب آن نبی محابا بر زبان رفت کہ در صحابہ ہم مثل شما بسیار کسان کہ ان بمصداق و ما یومن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون
بودند ما بر صحابہ ایمان نیاوردہ ایم ہمان متبعہ دیانت و خوش فہمی ہست کہ عمل بر سیم علیکم بالسواد الاعظم و ما ہم الفئۃ تیتم اہتدیتم و
فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون شمر کہ ہست و شمول در عیب و تبع غیر سبیل المومنین و من شذ شذ فی النار من قال فی القرآن
برایہ فلیتبوا مقعدہ فی النار ایمان ہست الخ کہ مصداق من اتخذ الہہ ہواہ ہمین ہست و آوردن این آیہ در بین مقام ہم نا
ایمانی ہست چہ آیہ کریمہ نازل شد در حق مشرکانیکہ اقرار میکردند بتلبیۃ اللہ و با این عبادت اذہان ہم میکردند
و در جامع ترمذی آمدہ و ما یومن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون خان سالتہم من خلقہم و من خلق السموات و الارض لیقولون
اللہ فانی تؤفکون اللہ فانی یصرفون اللہ فانی یعبدون غیرہ و کذلک شرکہم و در تفسیر مدارک نوشتہ ای و ما یومن اکثرہم
فی اقرارہ باللہ و انہ خلق السموات الا وہو مشرک لعبادتہ الوثن الجہول علی انہا نزلت فی المشرکین الخ و در ابہ آمدہ ہم
این آیہ را نقل نمودہ و تصرف در معنی آن ساختہ و در تقریر مسلسل اولیاء و انبیاء ان سیام کلام نمود کہ مقصود اصلی تصنیف
کتاب ہمین ہست نعوذ باللہ من شر الوسواس الخناس انتہی کتب علم عقاید و کلام مین مذکور ہی کہ نقلہ اس آیہ کو دلیل لائی ہو پر
مذہب اہلسنت کی اہلیت فی جواب دیا کہ مومن مین ایمان لغوی مراد ہی نہ شرعی اور وہ دو قاعدہ اصول کا لفظ سنکر نقل
کیا برادر اسکا حال مختصر سمجھ لو کہ اہل اصول مختلف ہین بعضی بطرف بعضی بطرف اور مختار ہمارا یہی ہی العبرۃ لعموم
اللفظ لا لخصوص السبب مگر اتنا سمجھ لو کہ معنی لغین ہے اہل اصول سے مین اور یہہ جو تمنی لکھا ہی اور نہین تو آیہ یا ایہا الذین
آمنوا حق حضرت صدیق مین الخ کمال نادانی کی بات ہی زبان پر لانا نجائیی کیونکہ اسکی معنی نہین مین اتقان مین لکھا ہے
فالذین قالوا ذلک لم یقصدوا ان حکم الآیۃ مختص بذلک الاعیان دون غیرہم فان ہذا لا یقولہ مسلم و لا عاقل
علی الاطلاق و الناس و ان تنازعوا فی اللفظ العام الوارد علی سبب ہل یختص بسببہ ام لا فلا یقول احد ان عمومات الکتاب
و السنۃ تختص بالشخص المعین و انما غایۃ ما یقال انہا تختص بنوع ذلک الشخص فیعم ما یشبہہ و لا یکون العموم فیہا بحسب اللفظ و الآیۃ
التی لہا سبب معین و ان کانت امرا و نہیا فہی متناولۃ لذلک الشخص و لغیرہ ممن کان بمنزلتہ و ان کانت خبرا فمدح
او ذم فہی متناولۃ لذلک الشخص و لغیرہ ممن کان بمنزلتہ اور جو قائل مین عموم کے انطباق اصل حکم کو وہی لازم جانتی

بین ایشان مسلم است باید کہ اورا بہشتی دانند و ہیچ مسلمان طعن و قدح در وی نکند و ہمہ ثنا بر وی گویند و ہمہ
بین اورا بہشتی دانند و ہیچ مسلمان طعن و قدح در وی نکند و ہمہ ثنا بر وی گویند و ہمہ
بین اورا بہشتی دانند و ہیچ مسلمان طعن و قدح در وی نکند و ہمہ ثنا بر وی گویند و ہمہ

بہمین سماع مراد باشد بلکہ آن عالم اشبہ و اقرب است بعالم ملکوت و لہذا افعال آن عالم قوی از افعال این عالم می باشند منتہا
سماع و نیا کہ قوۃ مادیہ است سماع آن عالم قوتیست چہ از سماع دنیا انچہ مسموع نمیشود بسبب بعد فاصلہ یا حیلولت حجاب و غیرہ در آن عالم مسموع
میشود و بالعکس و بہمین نہج آن بینشوند علی ہذا القیاس ہر قدر کہ در روایات صحیحہ مذکورہ تامل و تفکر نمایند ابواب مسایل آشکارا میشوند و این
قوۃ از دیاد و حدے معین نیست ہر قدر کہ بخواہد بحسب عنایت الہیہ رحمت فرمود ہمانقدر او را حاصل میشود و ہمین حال است در حیوانات
یعنی در مخلوقیہ و مقدوریہ و حاجات تصانع مجرد و مادی و مفارق و متعلق حیوان و نبات و معدن ہمہ متساوی الاقدام فافہم حکمتہ
الہیہ در صفات امکانیہ امتیازی فیما بین ہنود و ہمین قسم عالم برزخ از عالم دنیا ہم ممتاز است بعد او سکی او چندین و اینین نقل کنند
ایک او نمین سے یہ ہی شاہ عبد العزیز صاحب الہیات تحفہ اثنا عشریہ میفرمایند حاصل آنکہ چون روح از تن جدا شد قوا نباتی از او
جدا میشوند نہ قوا نفسانی و حیوانی و اگر وجود قوا نفسانی و حیوانی و اگر وجود قوا نفسانی و حیوانی ضعیفانہ یا بقاء استمرار
باشد بوجود قوا نباتی و مزاج لازم آید کہ ملایکہ را شعور و ادراک حسی حرکہ و غضب و دفع منافر نباشد پس حال ارواح در عالم قبر
مثل حال ملایکہ است کہ بتوسل شکلی و بدنی کار میکنند و مصدر افعال حیوانی و نفسانی میگردند بدلی آنکہ نفس نباتی ہمراہ داشتہ باشند فرق
ہمین است کہ ملک را موافق اعمال تنعیم و تعذیب نیست و ارواح را حسب اعمال مکسوب تنعیم و تعذیب خواہد بود و از جناب مفترض صالحی ہمین فرمایا
و حق و یقین ہمین است کہ فعال عباد ہمہ مخلوق و جہ اند در این حکم احیاء و اموات آدم و ملک و جن و غیرہ ہمہ یکسان اگر کسی فرشتہ یا آدم زندہ یا
مردہ را در کدام فعل مستقل و خالق داند کفر است کلام سماع حیا ہم نیست مگر بخلق و قدرت او تعالی اگر او تعالی بخواہد کلام کنند و بشنوند ہمچنین
جمیع افعال و اگر نخواہد نشنوند اگرچہ بسور اسرافیل در گور مزار دمیدہ شود علی ہذا القیاس ارواح اموات ہم نمیشنوند تا آنکہ خدا نمیشنوانند
و با سماع خدا نمیشنوند و کلام میکنند و دیگر افعال میکنند چنانکہ جریان عادت الہی در عالم ما و برای سمع و غیرہ ہر یک فعل طریقی نہادہ کہ بآن
طریق ہمہ را فراد و انواع خلائق تا ابد الی پایان پیدا کردہ باصرہ یکی را از باصرہ دیگری و سامعہ یکی را از سامعہ دیگری و علی ہذا القیاس
و اجرای فاعلیت خلوقہ ہم حسب قدرت او گردیدہ ہر گاہ بیکہ خواست در آن طریق ہم تصرف نمود ہمچنان در عالم مجرد یعنی ملک و روح مفارق
ہم طرق حیات و علم و ادراک و سمع و غیرہ نہادہ کہ افعال و اعمال انسان در ارض معلوم و مدرک ایشان گردد بر آسمان و جنت و مزاج علے
التفاوت المراتب با علم آید و بسماع اب دیکھو کہ تمام کلام معترض مین کونسا لفظ کہ حسب شرائط موافق تفسیر شاہ ولی اللہ کی یا موافق تحریر
تہمارے بابا جانا ہو مخالف ہے پہر معترض پر افترا کرنا اور اس افترا پر طعن و تشنیع لکھنا حقیقت مین سب تشنیع اپنی اوپر کرنا ہی قولہ عبارت
تفسیر عزیزی الخ ای مہربان باوجود اظہار اس امر کی کہ شاہ عبد العزیز کو معترض مستند نہین جانتا پہر اونکی سند لانا کیا فائدہ دوسرے
یہ کہ جبر اکا تفسیر عزیزی مین ہونا ردو نکاری ہے لفظ عبارت معترض مین نہین تیسرے یہ کہ معترض نے کلام شاہ عبد العزیز کو جیسا کو ازما

ہیں اور ہیا ہی خود سماع موتی ہیں نزدیک تحریر ہے اور اس مقام میں بہت خطا ئیں ہیں اور یہ تین اول نہ کہنا نہ اور کہنا کہ جس کی جواب کا حاصل
یہ ہے کہ جو یہ ہے اور سی سالہ سی ہیں نقل کیا کہ اور بسبب اول ہیں شرعیہ یہ علم اور ادراک سماع ارواح کما ہیں ہیں گزرا ہے اگر اس مقام کو دیکھتے تو
جانتے کہ یہ ہیں تحریر سماع موات کی خبر موجود ہے سر یہ ہیں تعرض نفی اقتراض کیا وہ ہی دور دور کے بیٹھا ہی اس تحریر
ہیں اور سمجھ کر جواب نہ دیا ہی چاہیئے میسر ہے مقلد امام اعظم اور مقلد مذہب ہیں بلکہ اوسکو پڑا جاتا ہی علی ہذا القیاس تمہاری اکثر
مشائخ ہو ہیں نقل مذہب ہیں روایت مشہور ہے اور معتمد ہے سنی ہم آتی ہی تعجب غریب ہے سی کہ نہ سنی کی نزدیک مسلم اور نہ معتزلی کے مفاد
غریب ہے شبہ ہے اور اوسکا ذکر کتب معتمدہ ہیں آتا ہے اور ہیں نہ نقل ہیں اور عجب عجیب سی لوگوں نے باز پرس کی تو ظاہر کیا کہ غرائب فی السلام الرائب
سوائے فتاوی غرائب مشہور کے ہی اوسکا ہیں بتہ نشان ظاہر نہیں اور مولوی سعد احمد صاحب وغیرہ کو گواہ قرار دیا سو ہنوز فی عند التعثر
ہیان کیا کہ سوائے فتاوی غرائب مشہور کے ہم اور کسی کتاب غرائب سے اختلاف المذہب سی واقف نہیں ہیں پانچویں ہو کا کہا یا نقل عبارت فتح القدیر ہیں
ظاہر ہو دیکھنا تمہارا فتح القدیر کو اور اور کتب مذکورہ کو اور سمجھنا اوسکا دنکا بغایت مستبعد ہے مگر مانہ مسائل دیکھ کر یہ جرات کی سو حال اسکا
حق یا بصحیح اغلاط مانہ مسائل ہیں بفضلہ تعالیٰ مذکور ہی اور ملخص اوسکا بغایت مختصر یہاں بھی لکھا جاتا ہی ملخص کلام ابن ہمام کا یہ ہے کہ ترکیبین مجازیہ
ماتعین تلقین بعد موت ہمان کسان اند کہ منکر سماع میت اند و ابن ہمام دریاسبق دلیل مانعین بعد موت را نمودہ و گفت کہ نسبت کردہ شیخ
مسبوق مقرر دہ بخدمت و منع شان نزد ابن ہمام قرار یافت یعنی علم سماع میت نزد او ملحق و نمودہ پس استشہاد بحدیث شمول پر کتب بخدمت اول
و آخر فصل سوم قول تفصیلی مترجم است و از کثرت مشائخ حنفیہ معتمد دانند کہ منکر اند سماع موتی را و ہم تلقین بعد موت را چنانچہ خود شیخ تصریح نمودہ
و این امر در الکار حنفیہ مشہور۔ امام ابو جعفر کہ در طبقہ ثانیہ از مجتہدین فی المذہب است در کتاب تخلیص الادلہ نوشتہ و منتہی آن تلقین است بے
مذہب الامام الاعظم والمقتدی الاکرم و من لم یلقن فہو علی مذہب الاعتزال بلکہ عیان حنفیہ سماع موتی را مذہب اہل سنت قرار دادہ مثل عینی و شرنبلالیہ وغیرہ و حال مسئلہ با اینکہ مذہب ابو حنیفہ و سایر حنفیہ است کہ انصاف مستعد و ایمان مبنی اند بر عرف و این مسئلہ در کتب مذکورہ
موجود مسئلہ عدم سماع موتی از علم فقہ نیست و طی کلام بضمن ایراد و جواب بطریق بحث مواقف کہ عادت شراح و محشین ہست لا یقال فی
الآیت کک لولا الآیت تسمع لانا نقول ہیئۃ تحقق الاعلی الحی لان المتعارف ہو الکلام ہذہ و در تفسیر بعد مناقشہ نمائے بر وجہ غیر
می نویسد فالجواب بعد لیت والتی ان الفقہاء فی مسائل الایمان خصوصا الحنفیۃ کانوا یعتبرون العرف العام والاستعمال
بہ فی غیر دکذا فی النعمان قولہ چنانچہ نا عبدہ العزیز صاحب الحجج شاہی کہ تمہو جو چیز میسر آتی ہی متفرق ہی میسر آتی ہی بکچہ تخصیص سر نہ
معترض ہی کی ہیں مسدد لا شاعبدہ العزیز صاحب کی استفتا کی اور اوسکا دل و آخر ہی چھوڑ دیا اول اوسکا یہ ہی سوال چہ میفرمایند
علمائے دین متین در ایں مسئلہ کہ اموات و شہدا سماع دارند یا نہ ایں قبر خود را شناسند و بعلم خود بشناسند یا نہ جواب ایشان را بعد از ثبوت

شعور و ادراک باقی میماند و بر این معنی شرع شریف و قواعد فلسفیه اجماع دارند اما شرع شریف پس عذاب القبر و متنعم القبر متواتر ثابت است
و تفصیل آن دفتری طویل میخواهد درک این مقصود نمی احوال القبور تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی و دیگر کتب حدیث باید دید و اثبات
عذاب القبر در کتب کلامیه از عمده مباحث است حتی که بعضی از اهل کلام منکر آن را تکفیر کرده اند و عذاب و تنعم بغیر ادراک و شعور نمی تواند شد
و نیز در احادیث صحیحه مشهوره در باب زیارت قبور و سلام بر موتی دهم کلامی با آنها که انتم سلفنا و نحن بالاثر و انا ان شاء الله بکم للاحقون ثابت
است و در بخاری و مسلم موجود است که آنحضرت با کفار یکه در بدر کشته بودند خطاب فرمودند هل وجدتم ما وعد ربکم حقا فرمودم عرض کردند ما تکلم من
اجساد لیس فیها ارواح فرمودند ما انتم باسمع منهم ولکنهم لا یجیبون و در قرآن مجید ثابت است لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله
اموات بل احیاء عند ربهم یرزقون فرعون با انبهم الله من فضله بلکه از احوال پس ماندگان هم خوشوقتی و استبشار ثابت است و
یستبشرون بالذین لم یلحقوا من خلفهم لا خوف علیهم و لا هم یحزنون بالجمله انکار شعور و ادراک اموات اگر کفر نباشد در الحاد بودنش
شبهه نیست و اما قواعد فلسفی پس بقاء روح بعد از مفارقت و بقاء شعور و ادراک و لذت و ردعانی و آلام و عذابی مجمع علیه فلاسفه است الا
جالینوس و لهذا او را در فلاسفه نشمرده اند ظاهر است که بدن دایما در تحلل است و روح در شعور و ادراک دایما در ترقی پس مفارقت بدن
و سلب ادراک و شعور چه قسم تاثیر تواند کرد و آخر او سکایه هی سوال کسی صاحب باطن و صاحب کشف از قبور ایشان قریب شده چیزی از بطن
اضدی تواند نمود یا نه جواب می تواند نمود و انتهی اول کلام شاه عبد العزیز صاحب مخالف اپنی سمجھ کر چھوڑ دیا اور وہ جو دلکھا ہی وہ بھی
ہی مگر اپنی قصور فہم سے سمجھی کیونکہ دعوی انکار مطلق اور سند بین کم ثابت اور وہ جو لکھا ہی کہ اس سے ظاہر ہوا الخ اوس سے ظاہر ہی تم اس
عبارت کی معنی نہیں سمجھے جسکو کچھ بھی عقل ہوگی وہ جانتا ہی قولہ یہ علم غیب ہی ای عزیز پہلی علم غیب کے معنے سمجھنا چاہیے سو ہم تمہاری
سند دونوں سے نقل کرتے ہین شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر سورہ جن مین لکھتے ہین غیب نام چیز ہست کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ غائب
نہ حاضر تا بمشاہدہ و بوجدان در یافت شود و بسبب علامات آن نیز در عقل و فکر آن در نیاید تا بدیہۃ و استدلال در یافتہ شود و
این غیب مخلیق می باشد پس کور مادر زاد آنچہ از غیب ہست و عالم اصوات و نغمات و الحان شہادت و پیش عنین لذت جماع غیب ہست و پیش
فرشتہ الم گرسنگی غیب ہست و دوزخ و بہشت شہادت و لہذا این قسم غیب را غیب اضافی نامند و آنچہ نسبت بہمہ مخلوق غایب ہست غیب مطلق است
مثل وقت آمدن قیامت و احکام کونیہ و شرعیہ باری تعالی در ہر روز و در ہر شریعت و مثل حقایق ذات و صفات او تعالی است علی سبیل
التفصیل و این قسم غیب خاص او تعالی نامند فلا یظہر علی غیبہ احدا یعنی پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود بچکس را بوجہی کہ رفع تلبیس و اشتباہ
و خطا بکلی دران اطلاع حاصل شود و احتمال خطا و اشتباہ اصلا نماند و ہمین اطلاع دادن الہی است کہ او را اظہار شخص بر غیب
تواں گفت بخلاف اطلاع منجمین و اطباء و کاہنان و رمالان و جفر بان و قال بیان کہ علم انشاء بعضی حوادث کونیہ از راہ استدلال

کہ سنت و نیست دران رایحہ شرک بلکہ انکار ان خطاست دیکھئی اور سمجھئے تو ایسے ہی شبہات مین پڑکر قولہ ان لم ندا اموات کے
وقت زیارت قبور کے الخ اس روایت سے تخصیص سمجھنا کمال بیفہمی ہے علاوہ اوسکی تمام کتاب و دلائل ندا اموات غیر وقت زیارت قبور و بغیر
ان الفاظ سے لامال ہی جبتک اون سب دلائل کا رد نہو خیال جواب مالیخولیا ہی قولہ کما سکا فی الخ ای عزیز سکا کی مرد بدمذہب
معتزلی المشرب کا ذکر کرنا مقابلہ مین ائمہ اہل سنت کی کمال نادانی اور بیدینی ہی قولہ روایت کی بخاری فی الخ اس روایت کو ماخن
قیسی کیا علاقہ قولہ اور خلاف اوسکا یعنی ندا اموات کی غیر زیارت قبور مین ساتھ ان الفاظ کے ثابت نہین پھر ندا اموات کی واسطے
استعانت و استمداد کی نزدیک قبر کے ہو یا دور قبر سے کیونکر موافق عقاید اہل سنت کی درست ہو گی فقط منشاء خطا کا یہی ہے کہ تمام اوس کتابکو
جسکی رد کا قصد ہے نہین دیکھا تا بدیگر کتب چہ رسد اگر دیکھا ہوتا تو زنہار ایسی خرافات نہ بکتی قولہ بحر رایق اور عالمگیری و فتح القدیر سے خلاف
ہی دیکرہ عندہ ای عند القبر ای یعبد من اللہ المعبود و بہا لیس الا زیارۃ و الدعا عندہ قایما اصل اس روایت کی فتح القدیر سے
ہی اور بحر رایق اور عالمگیری نے اوسی سے نقل کیا ہی تم نی مایۃ مسائل و غیرہ رسایل مین عیاذا تمام دیکھی یا آپ اپنی سمجھ پر کیا اور سمجھنا
نصیب اعداء عبارت فتح القدیر کے یہ ہی و یکرہ النوم عند القبر و قضاء الحاجۃ بل ادنی کل ما یعبد من اللہ المعبود من لیس الا زیارۃ و الدعا
عندہ قایما کما کان یفعل علیہ السلام فی الخروج الی البقیع و یقول السلام علیکم دار قوم مومنین و انا ان اللہ بکم لاحقون و سئل اللہ لی و لکم
العافیۃ اختلف فی اجلاس القاری للقرء عند القبر الخ عدم الکراہۃ معنے لفظ دعا کی معلوم نہین اور نہ یہ معلوم کہ مقصود فتح القدیر کا
کیا ہی اور اوسکو دلیل سمجھنا محالعت ندا کی دور ہے اور تخصیص الفاظ خاص کے نزدیک قبر کی سب بے فہمی ہے خود صاحب فتح القدیر بانیا زیارت قبر نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین لکھتا ہی ثم یسئل النبی الشفاعۃ فیقول یا رسول اللہ اسئلک الشفاعۃ و اتوسل بک الی مولی علی ملتک و سبیلک فتاوی
عالمگیری مین لکھا ہی و یبلغہ سلام من اوصاہ فیقول السلام علیک یا رسول اللہ من فلان ابن فلان یستشفع بک الی ربک فاشفع لہ
و لجمیع المسلمین پھر لکھا ہی ثم یرجع قدر ذراع فیقول السلام علیکما یا ضجیعی رسول اللہ و فقیہہ و وزیریہ و المعاذ بن لہ
علی القیام فی الدین و القائمین بعدہ بمصالح المسلمین جزاکم اللہ عنا احسن جزاء جنا کما نتوسل بکما الی رسول اللہ لیشفع لنا و یسئل
ربنا ان یتقبل سعینا و یحینا علی ملتہ و یمتنا علیہ و یحشرنا فی زمرتہ قولہ اور یہ معترض نے حدیث من سئل الخ افسوس کہ اول سے آخر تک
ایک حرف نہ سمجھی اور کاغذ ناحق سیاہ کیا اگر اس مقام کو دیکھکر کچھ بھی سمجھتی تو یہ وہابیات نہ بکتی اب سنو ملخص یہ ہی کہ اول معترض نے یہ
فقرہ لکھا مثال ارواح بعد مفارقت ابدان مثل ملک ہیگر دہر ان قیاس نہ کرد اور بعد نقل حدیث ابو امامہ کی لکھا پس گمان کرد کہ ملائکہ
وجود دارند علم و عاقل دان آدمی ہم ہیگر دہر ہست کہ مسلمانی البتہ معتقد این خواہد بود و بہ اطلاق شرک کہ معاذ اللہ چہ جادارد
پس اگر ارواح کاملہ را ہم کہ در بہشت اند علم یاد کردن و احیا حاصل شد شرک از کجا آمد اور بعد نقل حدیث اسکے لکھا پس روام کا یا اگر در جنت و

مشرف بر معنی کرا ارجاع باسماء موجودین مراد آیہ و معروف تعلیم است کہ السلام و اشتہ باشد بنام شان بخواہ کہ مرا شتہ باشد بنام شان
تحیہ انہ پھر اوسکی جواب مین لکھا کہ آخر حدیث ازان ابا سکند یعنی فان للہ عباد تلاثہ ابراہیم فان للہ عباد فی الارض محبسہ ظاہرا
فتا تعلیما تصرف در معنی لفظ و بوبارض لیس لہا انیس کہ دیدہ حالانکہ تتمہ حدیث ازان ابا مکند و معنی ترشیدہ ان مخالف
کلام ملا ع نظام حضرت خیر الانام است و غرض از بودن او در زنیکہ انیس تراانجا بنا شد بیان حالت اضطرار است کہ در ہمچو مکان ماوتا زاید
بیان انتہی ای عزیز معترض نے ایک تاویل رکیک مخالفین کے نقل کر کر اپسکو رد کیا اوس تاویل کیلئے کہ رد و کو بخدف جواب معترض
پردار و کرنا کمال سفاہت ہی جو لکھتی نہین سمجھتی کہ اوسکا کیا حال ہے اول معنی لکھی اور پھر جبکی اوسپر فقط یہ تین ہی احتمال یعنی جن
اور فرشتہ اور ابدال اس حدیث مین شرح حدیث نی لکھی ہین ای برادر اس بیان سے ایک تو وہ معنی جو پہلی تمنی بیان کئی خلاف ٹھیرہی
دوسرے تائید ہوئے قول معترض کے اور تحکم موافق ہوئے معترض کے ردین مدعی پھر کہ حکم شرک اوسکا عام بتا جیا و ہوات اور جن اور فرشتہ
اور ابدال کو قولہ اعلم ان العلماء الخ معترض فصل اول مین بہت سے دلایل اثبات استعانت کی لایا اونمین کلام کرنا چاہتی تہا نہ کہ ان
سے اغماض کر کر ایک امر اپنی دل سے بنا کر اوسکا لکھنا کہ کمال سفاہت ہی اور اوس مقام مین کہ توسل اور استعانت مین فرق کیا
سو مخالف ہی اوسکے کہ اول مین حدیث عن النسائی عمر بن الخطاب کان اذا قحطوا مین لکھا کل باب ایک جزو اوسکی ضبط کی بھی قوت
نہین اور حب تصنیف بنا ضرور قولہ حدیث سیوم السلام علیک ایہا النبی الخ معترض نے فصل اول مین اس حدیث کو استناد کیا عن
عبد اللہ بن مسعود قال کنا اذا صلینا مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلنا سلام علی اللہ قبل عبادہ السلام علی جبریل السلام علی میکائیل السلام
علی فلان فلما انصرف النبی صلعم اقبل علینا بوجہہ قال لا تقولوا السلام علی اللہ فان اللہ ہو السلام فاذا جلس احدکم فی الصلوۃ فلیقل
التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی الخ حتی قولہ فانکم اذا قلتموہا اصاب کل عبد صالح فی السماء والارض اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت نے سلام بلفظ ندا نہ دو صیغہ خطاب تعلیم فرمایا اور ہدایت
نہ فرمین بطریق صحیح بات کہ کیفیت سلام ما موریہ وسلموا تسلیما وہی ہے جو تشہد مین ہے یعنی بلفظ ندا اور خطاب پس اصل دعوی تمنی
باطل ہوگیا اب رہا دعوی سو معترض کے کلام مین ایک دو فقرہ کاٹ چھانٹ کی بجیل لے آئی معترض نے لکھا ہا کہ از خصائص
و فضایل ہست جواز خطاب با وصلعم در صلوۃ و خطاب غیر آنحضرت در صلوۃ مبطل صلوۃ است تمنی مطلق نہ کو خصوصیات آنحضرت سے
ٹھیرا دیا اور لفظ بطلت صلوۃ کو نہ سمجھی اور اگر مقصد یہ ہو کہ ندا نماز مین خصوصیات سی ہی تو کوئی مدعی جواز ندا اموات کا نماز مین نہ تہا
پھر لکھا کہ یہ ندا و خطاب بطریق اخبار و حکایت کے ہی نہ بطریق انشا کی جیسا کہ ہر سنا آیہ انا رکم ارا علی الخ تو اسی کہ معترض
نے اس شبہ کو نقل کر کر دفع کیا تمنے لقمہ شبہہ نقل کر لیا عبارت اوس مقام کی پڑہی و غایۃ توجیہ کہ مخالفین در اس مقام می کنند آنکہ دو حرف

کشف الغطا ہیں کہ مولوی اسحاق وغیرہ بھی اوسکی سند لائی ہیں لکھا دوریں باب بعضے روایت کنند کہ مرحوم ان
حضرت چہ بیچیز شونیہ شما در امور پس مردود ید از اصحاب تبوا ہتی فوقع الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا والسلام
دفع خطرات شیطانی اور رفع وساوس نفسانی تمہارے کے اس قدر کافی ووافی ہے فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر والسلام
علی من اتبع الہدی

تمام شد رسالہ شمس الایمان بتاریخ بستم ذیحجہ الحرام سنہ ۱۲۶۶ ہجریے النبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز یکشنبہ

Collection No. 256/P